20

اپنی زندگی کا ایک مقصد قرار دو

(فرمودہ ۲۹ر جولائی ۱۹۲۱ء بمقام سری نگر)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا۔

میں نے یہ بات ایک مدت سے بار بار اپنے خطبات میں بیان کی ہے کہ ہر ایک انسان کو اپنے زندگی کا ایک مقصد قرار دینا چاہیئے۔ بغیر اس کے کوئی شخص اپنے کاموں میں کامیاب نہیں ہو سکتا بیشک وہ اپنی کارروائیوں پر خوش ہو جائے گا۔ مگر اصل میں کوئی نتیجہ اس کے کام کا نہ ہوگا۔ اور اس کی مثال ایک مقصد کو مد نظر رکھ کر کام کرنے والے کے مقابلہ میں ایسی ہی ہوگی جیسے ایک شخص تو ارادتاً" کسی جگہ نیچے اترتا ہے مگر دوسرا پھسل کر جا پڑتا ہے۔ پہلے کا ایک مقصد تھا۔ اس میں وہ کامیاب ہو گیا مگر دوسرے کا پھسل جانا کامیابی نہیں کہلا سکتا۔ ایسا ہی ایک وہ شخص ہے جو بستر میں دوسرے کی چادر غفلت سے باندھ لیتا ہے اور اپنے اور بیگانے کی تمیز نہیں کرتا۔ دوسرا اس ارادہ سے باندھتا ہے کہ میرے ہمراہی کا اسباب محفوظ ہو جاوے ضرورت کے وقت اول الذکر تو بڑی جدوجہد کے بعد اس چادر کو اتفاقاً" بستر سے نکال لے گا۔ مگر دوسرا اس کو اپنی یادداشت کی بنا پر فوراً نکال لے گا۔ یہ ہر دو آدمی بلحاظ کام کے برابر نہیں ہو سکتے۔ گو وہ اپنے کام میں کامیاب نظر آتے ہیں مگر ایک کا کام قابل ملامت ہے۔ اور دوسرے کا قابل ستائش۔ ایسا ہی ایک وہ شخص ہے جو دریا میں تیرتے ہوئے اپنی مرضی کے مطابق کسی خاص جگہ کنارہ پر جا سکتا ہے۔ اور دوسرا گو پہنچ تو وہیں جاتا ہے مگر نہ تیر کر بلکہ رو میں بہ کر۔ ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔ یہی فرق قرآن اور ان دوسری کتابوں میں ہے جو انسانوں کی تصنیف ہیں۔ قرآن پہلے دعویٰ کرتا ہے کہ وہ بے نظیر ہے۔ مگر شیکسپیئر اور حریری کی کتابیں یہ دعویٰ نہیں کرتیں۔ قرآن کی بیان کردہ باتوں کے مطابق واقعات ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ مگر دوسری کتابیں واقعات کے ماتحت ہوتی ہیں۔ اور یہی دونوں باتیں ایک کو خدا کا کلام قرار دیتی ہیں دوسری کو انسان کا۔

قرآن نے شروع میں ہی دعویٰ کیا ہے کہ میں بے نظیر ہوں جیسا کہ فرماتا ہے **ان کنتم فی ریب**

مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھداء کم من دون اللہ ان کنتم صادقین (البقرہ : ۲۴) مگر یہ کوئی نہ دکھلائے گا کہ شیکسپیئر اور حریری نے اپنی کتابوں کے شائع ہونے سے پہلے ان کو بے نظیر قرار دیا ہے بلکہ کچھ مدت گذرنے کے بعد لوگوں نے ان کو بے نظیر قرار دیا ہے۔ حریری نے تو اپنی کتاب کے دیباچہ میں ہی معذرت کی ہے۔ کہ میں اس کام کے لائق نہیں بلکہ بدیع الزمان کی اقتدا میں یہ کتاب لکھتا ہوں اور اصل فضیلت بدیع کو ہی ہے جس کی طرز پر میں نے اپنی کتاب لکھی۔ مگر قرآن خود کہتا ہے کہ میں بے نظیر ہوں اس کے مقابل کی کتاب لاؤ۔ پس ایک مقصد و مدعا کو لیکر کام کرنے اور بے مقصد کام کرنے میں بڑا فرق ہے ایک کے لئے یہ کام عزت کا موجب ہوتا ہے دوسرے کے لئے ذلت کا۔ بے مقصد اور مدعا کام کرنے کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کوئی شخص دریا میں گر پڑتا ہے۔ اس کا پرلے کنارہ پر لگنا دریا کی لہروں کے رحم پر منحصر ہوتا ہے۔ جس جگہ چاہیں اسے پھینک دیں۔ اب اگر ایسا شخص حسن اتفاق سے ایسی جگہ جا لگتا ہے جہاں سے وہ آسانی سے باہر نکل سکے تو یہ اس کی کوئی بہادری نہیں ہوگی۔ وہ شخص جو مقصد قرار دیکر کام کرتا ہے اس کی چھوٹی چھوٹی باتیں بھی خوبصورت معلوم دیتی ہیں۔ ورنہ بڑے بڑے کام بھی قابل تحسین نہیں ہوتے۔ بغیر مقصد قرار دینے کے کامیابی ناممکن ہے۔ ہو سکتا ہے کہ بغیر مقصد قرار دینے کے بھی کبھی کامیابی حاصل ہو جائے۔ مگر ایسی مثالیں شاذونادر کے طور پر ملیں گی۔ اکثر طور پر مقصد رکھنے والے ہی کامیاب ہونگے۔ قرآن نے شروع میں ہی انسان کا مقصد بتلا دیا ہے۔ پہلی سورت کہو۔ قرآن کا خلاصہ کہو۔ ام الکتاب کہو۔ یا سورۃ فاتحہ کہو۔ اس میں مقصد انسانی کو خوب واضح کرکے بیان کیا گیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنی صفات بیان کرنے کے بعد فرماتا ہے **اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم** (الفاتحہ : ۶-۷) اے انسان تیری تمام سعی یہی ہونا چاہیئے کہ ہدایت حاصل ہو جاوے اس سورت میں تو مقصد بتلایا ہے۔ اور اگلی سورت میں اس کے حصول کے طریقے اور ذرائع بیان کئے ہیں۔ مگر باوجود اس کے میں دیکھتا ہوں کہ لوگ سمجھتے نہیں اور بہت کم ہیں جو ان باتوں پر غور کرتے ہیں ان کے اکثر اعمال ایسے ہوتے ہیں جیسے دریا میں کوئی چیز پھینک دی اور وہ دریا کے رحم پر ہو کہ جہاں چاہے اسے پھینک دے پس اگر اس نے کسی کو احمدی بنا دیا ہے تو یہ اس کی خوبی نہیں ہے بہت کم ہیں جنہوں نے حضرت صاحب کو بعد دلائل اور بحث مانا ہو۔ بہتوں نے ماں باپ سے سن کر مانا ہے کئی ایک نے دوستوں کے ذریعہ سے بعض نے اس بات کو دیکھ کر کہ حضرت صاحب دوسرے مذہب کا خوب مقابلہ کرتے ہیں۔ بہت کم لوگ ہیں جنہوں نے مہدویت اور مسیحیت کے دعویٰ کو سمجھ کر مانا ہو۔ جب خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے کسی کو باغ میں پہنچا دیا ہے تو اس کو بتائیں کہ فائدہ اٹھائے۔ اور اگر احمدی ہو کر مسائل

کی تحقیقات کو جاری نہیں رکھتا تو نقصان سے محفوظ نہیں ہو سکتا نہ ہی مقصد کو پا سکتا ہے۔ مدعا ایک ہونا چاہیئے۔ اس کے نہ ہونے کے باعث چھوٹی چھوٹی باتیں مقصد نظر آتی ہیں۔ اور انسان بڑے بڑے اخلاق اور کامیابی سے محروم رہ جاتا ہے کبھی دولت روک ہوجاتی ہے کبھی عزت کبھی اور کوئی اپنا عمل جس میں وہ لذت حاصل کرتا ہے۔ اگر اصل مقصد اور مدعا سامنے ہو تو پھر کوئی بات رکاوٹ نہیں پیدا کر سکتی۔

(الفضل ۱۱ راگست ۱۹۲۱ء)

ا۔ مقدمہ مقامات حریری